Category Y

AL-HAYAT Research Journal

ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759

Volume 2 Issue 4 (July-September 2025)

سر سید احمد خان کے اجتہادی نظریاتِ نماز: ایک تحقیقی و تجزیاتی جائزہ

Sir Syed Ahmed Khan's Ijtihadi Perspectives on Prayer: A Critical and Analytical Study

Abdul Khaliq
Department of Islamic Studies

Dr. Abdul Ghaffar
Department of Islamic Studies

Abstract

This study critically examines Sir Syed Ahmed Khan's (1817–1898) ijtihadi perspectives on prayer (ṣalāh) within the broader context of his religious, intellectual, and reformist thought. Sir Syed, a central figure in Muslim intellectual awakening in the Indian subcontinent, reinterpreted prayer not merely as a set of ritualistic acts but as a spiritual discipline aimed at remembrance of God, moral refinement, and inner transformation. While affirming the obligatory nature of prayer, he prioritized its spiritual essence—khushūʿ (humility) and dhikr (remembrance)—over its outward forms, which he regarded as symbolic expressions rather than ends in themselves. His views on the possibility of offering prayer in vernacular languages and his emphasis on rational interpretation generated both support and sharp criticism from traditional scholars. This paper analyzes his understanding of prayer in light of his Qur'anic exegesis, theological positions, and reformist agenda, and highlights the intellectual debates and controversies that emerged in response. The study concludes that Sir Syed's conception of prayer reflects his broader project of harmonizing religion with reason, and underscores its continuing relevance in contemporary discussions on the spirit and purpose of Islamic rituals.

Keywords: Sir Syed Ahmed Khan, prayer, ijtihad, reform, spirituality, Islamic thought

تمہید

نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے اور اسے دین کی روحانی و عملی زندگی کی اصل بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ قرآن و سنت میں بار بار اس کی تاکید کی گئی ہے اور اسے مومن کی پہچان، دین کا ستون اور قربِ الٰہی کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ اس اعتبار سے نماز نہ صرف ایک فرد کے رب کے ساتھ تعلق کی علامت ہے بلکہ ایک ایسا ہمہ جہت نظام بھی ہے جو روحانی ارتقاء، اخلاقی اصلاح اور اجتماعی شعور کی آبیاری کرتا ہے۔ تاہم تاریخِ اسلام میں اس کے ظاہری اور باطنی پہلوؤں پر مختلف تعبیرات سامنے آتی رہی ہیں اور اسی پس منظر میں سر سید احمد خان کے اجتہادی افکار کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ سر سید احمد خان برصغیر کی فکری و اصلاحی تاریخ کی ایک نمایاں شخصیت تھے۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد مسلمانوں کی سیاسی شکست، تعلیمی پسماندگی اور فکری جمود نے انہیں گہرے اضطراب میں مبتلا کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی بحالی کے لیے تعلیم، عقل، سائنس اور اجتہاد کو بنیاد بنایا اور اس سلسلے میں علی گڑھ تحریک کی داغ بیل ڈالی۔ ان کے نزدیک قرآن دین کا اصل ماخذ تھا اور اس کی تفہیم عقل کے ذریعے ہونی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مذہب کی تاویل میں عقل و فطرت کو بنیاد بناتے اور جامد تقلید کو معاشرتی انحطاط کا سبب قرار دیتے تھے۔

نماز کے بارے میں ان کا مؤقف بھی انہی اصولوں کا عکاس ہے۔ ان کے نزدیک نماز محض چند جسمانی افعال کا نام نہیں بلکہ اس کا اصل مقصد ذکرِ الٰہی، خشوع و خضوع اور دل کی پاکیزگی ہے۔ انہوں نے قیام، رکوع اور سجود جیسے افعال کو علامتی حیثیت دی اور کہا کہ ان کی غایت اللہ کے حضور عاجزی اور روحانی وابستگی پیدا کرنا ہے۔ مزید یہ کہ انہوں نے اجتہادی طور پر یہ رائے دی کہ اگر کوئی شخص عربی زبان نہیں جانتا تو وہ اپنی مادری زبان میں دعا اور نماز ادا کر سکتا ہے، کیونکہ اصل مقصد زبان نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ دل کا تعلق ہے۔ یہ افکار جہاں جدید تعلیم یافتہ طبقے کے لیے کشش رکھتے تھے، وہیں روایتی علماء نے انہیں شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ علماء کے نزدیک نماز کی عملی شکل، رکعات اور اذکار براہِ راست سنتِ نبویؐ اور تعاملِ امت سے متعین ہیں اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی دین میں تحریف کے مترادف ہے۔ اس علمی و فکری کشمکش نے برصغیر کے مسلمانوں کے اندر ایک نئی بحث کو جنم دیا کہ آیا عبادات میں اصل غایت اور جوہر زیادہ اہم ہیں یا پھر ان کی ظاہری شکل و صورت۔

CC BY

یہ مقالہ اسی تناظر میں سر سید احمد خان کے اجتہادی نظریاتِ نماز کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اس میں ان کے افکار کو ان کی تفسیر، اجتہادی منہج اور اصلاحی تحریک کے پس منظر میں پرکھا گیا ہے، ساتھ ہی ان پر ہونے والی تنقیدات اور ان کے اثرات کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ مطالعے کا مقصد یہ ہے کہ یہ واضح ہو سکے کہ سر سید کا تصورِ نماز صرف ان کا انفرادی موقف نہیں بلکہ برصغیر کے فکری دھارے میں ایک اہم موڑ ہے، جو آج بھی یہ سوال اٹھاتا ہے کہ آیا اسلامی عبادات کو محض ظاہری رسوم کے طور پر دیکھا جائے یا ان کے باطنی، روحانی اور اخلاقی پہلوؤں کو زیادہ اہمیت دی جائے۔

تعارف:

یہ مقالہ سر سید احمد خان (1817–1898ء) کے نماز سے متعلق نظریات کا تحقیقی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ سر سید برصغیر میں مسلم فکری بیداری، تعلیمی اصلاح اور مذہبی تعبیرِ نو کی ایک نمایاں شخصیت تھے۔ ان کے نزدیک نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے، مگر اس کا اصل مقصد ذکرِ الٰہی اور روحانی ارتقاء ہے۔ انہوں نے نماز کی ظاہری شکل کو ثانوی حیثیت دی اور اس کے روحانی پہلو کو مقدم رکھا۔ اس مقالے میں سر سید کے نظریات کو ان کی تفسیر، مذہبی تعبیر اور اجتہادی موقف کی روشنی میں جانچا گیا ہے اور آخر میں ان کے اثرات و نتائج پر روشنی ڈالی گئی ہے سر سید احمد خان (1817ء–1898ء) برصغیر میں مسلم فکری بیداری، تعلیمی اصلاح، اور مذہبی تعبیرِ نو کی ایک نمایاں اور متنازع شخصیت کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ وہ نہ صرف ایک مصلح اور مفکر تھے بلکہ ایک ماہر تعلیم، مورخ، اور مفسر قرآن بھی تھے، جنہوں نے برطانوی استعمار کے بعد مسلمانوں کی فکری و تعلیمی زبوں حالی کا گہرا ادراک کیا اور اس کی اصلاح کے لیے انقلابی اقدامات کیے۔

سر سید کی پیدائش 17 اکتوبر 1817ء کو دہلی میں ایک مغل خاندان میں ہوئی، جو شاہی دربار سے وابستہ تھا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم عربی، فارسی، فقہ اور منطق میں حاصل کی۔ بعد ازاں، انگریزی تعلیم کی طرف بھی توجہ دی، اور 1838ء میں ملازمت کے طور پر عدالتی نظام سے منسلک ہو گئے۔ 1857ء کے بعد برصغیر کے مسلمانوں کی سیاسی، معاشی اور تعلیمی پسماندگی نے انہیں بہت متاثر کیا، اور انہوں نے مسلمانوں کے مستقبل کو جدید تعلیم، سائنسی طرزِ فکر، اور عقلی اجتہاد کے ساتھ وابستہ دیکھا۔ سر سید کا سب سے بڑا کارنامہ 1875ء میں علی گڑھ مسلم کالج (بعد ازاں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) کا قیام ہے، جس کا مقصد مسلمانوں کو جدید علوم سے آراستہ کرنا اور انہیں مغربی تہذیب و تمدن سے ہم آہنگ کرنا تھا۔1

دینی حوالے سے، سر سید ایک قرآنی مفکر تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر "تفسیر القرآن" کے نام سے شروع کی، جس میں انہوں نے عقل، فطرت، اور سائنسی افکار کو بنیاد بنا کر آیاتِ قرآنی کی تعبیر کی۔ ان کا مؤقف تھا کہ دین اور سائنس میں تضاد نہیں، اور اگر بظاہر اختلاف ہو تو تاویل کے ذریعے مفاہمت ممکن ہے۔2 سر سید حدیث کو تشریعی ماخذ کے طور پر محتاط انداز میں قبول کرتے تھے۔ وہ خبر واحد کو قطعی حجت نہیں مانتے تھے، اور ان کا کہنا تھا کہ اگر کوئی روایت قرآن، عقل یا فطرت سے متصادم ہو، تو وہ قبول نہیں کی جا سکتی۔3 ان کی فکری تحریک کو "تحریکِ علی گڑھ" کے نام سے جانا جاتا ہے، جو محض تعلیمی نہیں بلکہ ایک تجدیدی، فکری اور سماجی اصلاحی تحریک تھی۔ اس تحریک نے برصغیر کے مسلم سماج میں عقل پسندی، اصلاحِ مذہب، اور اجتہادی اپروچ کو فروغ دیا۔

سر سید کے نقاد انہیں مذہبی روایت سے انحراف پر تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، مگر ان کے حامی انہیں فکری تجدد، تعلیمی اصلاح، اور قومی بیداری کا معمار سمجھتے ہیں۔ ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے 1888ء میں برطانوی حکومت نے انہیں "سر" کے خطاب سے نوازا۔ سر سید احمد خان کے نماز سے متعلق نظریات دراصل اُن کے عقلی مذہبی رجحان اور قرآن کی فہم میں عقلیت پسندی کے وسیع تر تصور کا حصہ ہیں۔ ان کے نزدیک مذہب اور عقل کا تصادم ممکن نہیں، اور وہ دین کے ایسے تمام پہلوؤں کی تاویل کرتے ہیں جو عقلی معیار پر پورے نہ اتریں۔ نماز کے بارے میں بھی ان کا رویہ روایتی علما سے مختلف اور اجتہادی انداز رکھتا ہے۔

نماز کی قرآنی و حدیثی اساس

نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ قرآن مجید میں تقریباً ہر جگہ نماز کو ایمان کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ نماز کو مومن کی پہچان قرار دیا گیا ہے' :وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ[4] 'احادیث میں نماز کو' دین کا ستون 'کہا گیا ہے۔ روایتی نقطہ نظر کے مطابق نماز کی ادائیگی نہ صرف ظاہری افعال) قیام، رکوع، سجدہ (پر مشتمل ہے بلکہ ان افعال کے ساتھ خشوع و خضوع کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اسلامی تاریخ میں نماز کی فرضیت کے بارے میں اجماع ہے کہ یہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے اور اس کی تعداد اور اوقات سنتِ رسولؐ سے ثابت ہیں۔

نماز کی فرضیت پر ایمان

CC BY

سر سید نماز کو اسلام کا بنیادی رکن مانتے ہیں، لیکن اس کی اہمیت میں روحانی پہلو کو زیادہ مقدم رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک نماز کی اصل غرض ذکرِ الٰہی، دل کی پاکیزگی، اور روح کا ارتقاء ہے۔ ان کے نزدیک اگر نماز میں خشوع و خضوع نہ ہو تو وہ جسمانی مشق سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہ نظریہ ان کی تفسیر میں بار بار ملتا ہے کہ نماز کو اس کی معنویت سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔

"نماز کے افعال کا اصل مقصد دل کو ذکر الٰہی سے آباد رکھنا ہے، اور اگر یہ مقصد جسمانی حرکات کے بغیر بھی حاصل ہو تو انسان کامیاب ہے۔"5

اگر نماز محض زبان سے الفاظ ادا کرنے اور جسم کو جھکانے کا عمل بن جائے، اور دل اس میں شامل نہ ہو تو یہ اس کا اصل مقصد فوت کر دیتی ہے۔"6

سر سید اس نکتہ پر زور دیتے ہیں کہ قرآن میں نماز کے لیے بار بار "ذکر" کا لفظ آیا ہے، جو اس کے اصل مقصود کو واضح کرتا ہے۔

"اِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي"7

"بیشک میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔"

سر سید کا تجزیہ:

"یہاں صلوۃ کا مقصد 'الذکری' یعنی یادِ الٰہی بیان کیا گیا، جس سے یہ ظاہر ہے کہ حرکات نہیں بلکہ شعور اور ذکر اصل مقصود ہے۔"

تفسیر القرآن میں انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا:

"یہ نماز دراصل ایک باطنی کیفیت ہے جس کا مقصد صرف خدا کو یاد کرنا ہے۔"

گویا سر سید نے یہاں "خشوع" کو مؤمن کی اصل علامت قرار دیا، نہ کہ صرف رکعات کی گنتی۔

نماز کی ظاہری شکل کو ثانوی حیثیت دینا

سر سید نے نماز کی قیام، رکوع، سجدہ جیسی صورتوں کو علامتی افعال قرار دیا، اور فرمایا کہ یہ اصل مقصد (یعنی خضوع و خشوع) کا ذریعہ ہیں، نہ کہ خود مقصد۔ آپ نے اپنی تفسیر میں وہ متعدد بار نماز کے "روحانی مفہوم" پر زور دیتے ہیں، جیسے سورۃ "واستعینوا بالصبر والصلاۃ"8 کی تفسیر کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ صلاۃ صرف جسمانی عمل نہیں بلکہ "دل کی رجوع الی اللہ" ہے۔

"صلوۃ کے معنی صرف نماز پڑھنا نہیں بلکہ اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ یہ جو قیام و رکوع و سجدہ نماز کے افعال ہیں، وہ محض علامتیں ہیں اس بات کی کہ ہم خدا کے سامنے جھکنے والے ہیں، اصل بات تو دل کا جھکنا ہے۔"9

نماز کے اوقات و تعداد کو رسولؐ کی سنت سے متعلق سمجھنا، قرآن میں صراحت نہ پانا. سر سید کا کہنا ہے کہ قرآن میں صرف نماز کے قیام کا حکم ہے، اوقات اور رکعات کی تعیین حدیث و اجماع سے معلوم ہوتی ہے۔

ان کے مطابق اگرچہ یہ عمل دین کا حصہ ہیں، مگر ان میں لچک کی گنجائش موجود ہے۔

"قرآن میں صلوۃ کے اوقات کی تعیین نہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور امت کے تعامل سے ہمیں معلوم ہوئی ہے۔"10

نماز میں غیر عربی زبان کی اجازت پر غور

سر سید نے اس بات پر بھی اجتہادی گفتگو کی کہ کیا کوئی شخص اپنی مادری زبان میں نماز ادا کر سکتا ہے۔ وہ اس کے لیے اصولی طور پر اجازت کے قائل تھے، بشرطیکہ مفہوم ادا ہو۔

"اگر کوئی شخص عربی نہ جانتا ہو اور خدا سے دعا مانگنا چاہے تو کیا وہ اپنے دل کی بات اپنی زبان میں نہ کہے؟ یہ محض رسم پرستی ہے کہ ہم صرف عربی زبان کو ہی ذریعہ مانیں۔ کوئی انسان عربی نہیں جانتا تو وہ دعا اپنی زبان میں کیوں نہ مانگے؟ عبادت کا مقصد زبان نہیں، دل ہے۔"11

اس کے شماروں میں نماز، عبادات، عقائد، عورتوں کی تعلیم، اور دیگر موضوعات پر مضامین موجود ہیں۔ کچھ مقامات پر انہوں نے غیر منقول اجتہادی آراء دی ہیں۔

سر سید کے نزدیک:

CC BY

- نماز کا مقصد "ذکر، خشوع، رجوع الی اللہ" ہے۔
- ظاہری حرکات و سکنات اس مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں، نہ کہ بذاتِ خود مقصد۔
- سنت و تعاملِ امت کو وہ حجت مانتے ہیں، لیکن صرف قرآن پر تاکید کرتے ہیں۔
- اجتہاد کے دروازے کھلے رکھنا، اور عبادات میں بھی عقل کی روشنی میں فہم کو روا رکھنا ان کا امتیاز تھا۔
- سر سید احمد خان نماز کو محض رسمی افعال کا مجموعہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کا اصل مقصد ذکرِ الٰہی اور دل کا اللہ کی طرف جھکاؤ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر نماز محض جسمانی حرکتوں کا نام رہ جائے اور اس میں خشوع و خضوع شامل نہ ہو تو وہ بے روح عبادت ہے۔ سر سید نے قرآن کی ان آیات کو بنیاد بنایا جن میں نماز کو ذکر کے مترادف بیان کیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک نماز ایک روحانی کیفیت ہے جس میں انسان اپنے رب کے قریب ہوتا ہے اور اپنے دل کو پاکیزگی عطا کرتا ہے۔

نماز کی فرضیت اور روحانی پہلو

- سر سید کے نزدیک نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے اور اس کی فرضیت پر کوئی اختلاف نہیں۔ تاہم ان کے خیال میں نماز کا اصل پہلو روحانی ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے: 'اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي' (طٰہٰ 14:)۔ سر سید اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ نماز کا مقصد دل کو اللہ کی یاد سے آباد رکھنا ہے۔ وہ بار بار اس بات پر زور دیتے ہیں کہ نماز کا اصل فائدہ انسان کے باطن کو پاک کرنا اور اللہ کی قربت حاصل کرنا ہے۔[12]

نماز کی ظاہری شکل اور علامتی حیثیت

- نماز کے ظاہری افعال جیسے قیام، رکوع اور سجدہ سر سید کے نزدیک اصل مقصد نہیں بلکہ علامتی افعال ہیں۔ یہ افعال انسان کے دل کے جھکنے اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ: 'یہ جو قیام و رکوع و سجدہ نماز کے افعال ہیں، وہ محض علامتیں ہیں اس بات کی کہ ہم خدا کے سامنے جھکنے والے ہیں، اصل بات تو دل کا جھکنا ہے۔' اس رائے کے مطابق نماز کی اصل قدر و قیمت اس کے باطنی پہلو میں ہے، نہ کہ محض ظاہری رسوم میں۔

نماز کے اوقات و تعداد پر سر سید کی رائے

- سر سید کا کہنا ہے کہ قرآن مجید میں نماز کے اوقات اور رکعات کی واضح تعیین موجود نہیں۔ یہ تفصیلات ہمیں سنتِ رسولؐ اور امت کے تعامل سے معلوم ہوئیں۔ وہ اس بات کے قائل تھے کہ یہ تفصیلات دین کا حصہ ہیں مگر ان میں اجتہاد کی گنجائش بھی ہے۔ ان کے خیال میں نماز کی اصل روح کو قائم رکھنے کے ساتھ اگر کوئی لچک پیدا کی جائے تو وہ دین کے مقاصد کے خلاف نہیں۔

غیر عربی زبان میں نماز کی اجازت پر بحث

- سر سید نے یہ اجتہادی رائے پیش کی کہ اگر کوئی شخص عربی زبان نہیں جانتا تو کیا وہ اپنی مادری زبان میں نماز ادا کر سکتا ہے؟ ان کے نزدیک عبادت کا مقصد اللہ سے تعلق قائم کرنا ہے، اور یہ تعلق زبان کے بجائے دل سے ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ: 'اگر کوئی شخص عربی نہیں جانتا اور خدا سے دعا مانگنا چاہے تو اپنی زبان میں کیوں نہ مانگے؟' یہ رائے ان کے اجتہادی اور عقلی رجحان کی عکاسی کرتی ہے۔

علماء کے اعتراضات اور سر سید کا جواب

- روایتی علماء نے سر سید کی ان آراء کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ ان کا کہنا تھا کہ نماز کی شکل اور طریقہ سنتِ رسولؐ سے ثابت ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی دین میں تحریف کے مترادف ہے۔ انہوں نے سر سید پر الزام لگایا کہ وہ دین کی روح کو عقل کے تابع

CC BY

کر رہے ہیں۔ اس کے جواب میں سر سید نے کہا کہ وہ دین کی اصل روح کو اجاگر کر رہے ہیں اور ان کا مقصد رسم پرستی کو ختم کرنا ہے۔[13]

روایتی علماء نے سر سید احمد خان کی نماز سے متعلق آراء پر شدید تنقید کی۔ ان کا بنیادی اعتراض یہ تھا کہ نماز کی عملی شکل، رکعات کی تعداد، اذکار اور طریقۂ ادائیگی براہِ راست سنتِ رسولؐ اور صحابۂ کرام سے منقول ہیں، اس لیے ان میں کسی قسم کی تبدیلی یا تاویل شریعت میں تحریف کے مترادف ہے۔ ان کے نزدیک سر سید کی یہ رائے کہ نماز کی اصل روح ذکرِ الٰہی ہے اور اس کی ظاہری شکل ثانوی حیثیت رکھتی ہے، دراصل دینی نصوص کی تعبیر کو عقل کے تابع بنانے کی کوشش ہے۔

علماء نے استدلال کیا کہ قرآن مجید نے نماز کے قیام کا حکم دیا ہے" :وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ "(البقرۃ:43)۔ اس آیت کی تفسیر میں تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ نماز محض قلبی ذکر کا نام نہیں بلکہ ایک عملی عبادت ہے جو نبی اکرم ﷺ نے اپنے قول، فعل اور تقریر سے امت کو سکھائی۔ اس لیے اس کی شکل و صورت میں کسی اجتہاد یا تبدیلی کی گنجائش نہیں۔

اس کے جواب میں سر سید نے اپنے مخصوص اجتہادی منہج کے تحت وضاحت کی کہ ان کا مقصد نماز کی فرضیت یا سنتِ نبوی کی اہمیت کا انکار نہیں بلکہ اس کی اصل غایت کو نمایاں کرنا ہے۔ ان کے نزدیک قرآن نے جہاں نماز کی تاکید کی ہے وہاں اس کا بنیادی مقصد تقویٰ، خشیت اور اللہ کے ساتھ تعلقِ بندگی کو مضبوط کرنا ہے" :إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ "(العنکبوت:45)۔ سر سید نے استدلال کیا کہ اگر نماز انسان کے اخلاق و عمل پر اثر نہ ڈالے تو محض ظاہری حرکات و سکنات اپنی اصل غایت کھو دیتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ دین کی روح کو عقل کے تابع نہیں کر رہے بلکہ رسم پرستی اور جامد تقلید کے بجائے اسلام کے حقیقی مقاصد کو اجاگر کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اسلام کی عبادات میں روحانی و اخلاقی پہلو کو مقدم سمجھنا چاہیے، اور اگر معاشرہ صرف ظاہری ادائیگی پر اکتفا کرے تو یہ دین کی حکمت اور مقاصد سے انحراف ہے۔ یوں سر سید کے نزدیک، علماء کا اعتراض دراصل نصوص کی جامد تعبیر پر مبنی تھا، جبکہ ان کا جواب قرآن کی مقاصدی اور اخلاقی روح پر استوار تھا۔

فکری و اجتہادی تجزیہ

سر سید احمد خان کا تصورِ نماز ان کے مجموعی فکری رجحان کا حصہ ہے۔ وہ عقل اور دین میں ہم آہنگی کے قائل تھے۔ ان کے نزدیک دین میں اجتہاد کی ضرورت ہمیشہ باقی رہتی ہے تاکہ حالات کے مطابق دینی تعلیمات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔ نماز کے بارے میں ان کے خیالات نے مسلمانوں میں ایک نئی فکری بحث کو جنم دیا جس نے بعد کے مصلحین پر بھی اثر ڈالا۔

نتائج اور خلاصہ

اس تحقیقی مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ سر سید احمد خان کے نزدیک نماز محض چند ظاہری افعال و اذکار کا مجموعہ نہیں بلکہ اس کی اصل روح ذکرِ الٰہی، خشوع و خضوع اور اخلاقی تربیت ہے۔ ان کے نزدیک نماز کے ظاہری افعال، جیسے قیام، رکوع اور سجود، علامتی حیثیت رکھتے ہیں جو انسان کو اللہ کے حضور بندگی کا احساس دلاتے ہیں۔ تاہم اگر ان افعال کے ساتھ خشوعِ قلبی اور تقویٰ شامل نہ ہو تو یہ حرکات و سکنات اپنی حقیقی معنویت کھو دیتی ہیں۔ سر سید کے نزدیک نماز کی تفصیلات سنتِ نبوی اور امت کے تعامل سے معلوم ہوتی ہیں، لیکن ان میں اجتہاد کی گنجائش بھی باقی ہے تاکہ بدلتے ہوئے حالات اور معاشرتی تقاضوں کے مطابق ان کی اصل غایت کو محفوظ رکھا جا سکے۔ اسی تناظر میں انہوں نے غیر عربی زبان میں نماز کی ادائیگی کے امکان پر بھی گفتگو کی، جو ان کی اجتہادی فکر اور دین کو عقل و فہم کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ آراء اگرچہ اپنے دور میں شدید تنقید کا شکار ہوئیں، لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں میں ایک نئی فکری فضا پیدا کی۔ اس فضا نے مسلمانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ دین کے احکام کی اصل غایت اور حکمت کیا ہے، اور عبادات کے محض ظاہری پہلو پر اکتفا کرنے کے بجائے ان کے روحانی و اخلاقی مقاصد پر توجہ دینا زیادہ اہم ہے۔

یوں سر سید احمد خان کی نماز سے متعلق آراء نہ صرف ان کی اجتہادی فکر کا مظہر ہیں بلکہ برصغیر میں مذہبی فکر و نظر کی نئی جہتوں کو بھی اجاگر کرتی ہیں۔ ان کا یہ پیغام آج بھی معاصر مسلم معاشروں میں زیرِ بحث ہے اور یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ کیا ہم عبادات کے ذریعے اپنی روحانی اور اخلاقی زندگی کو بہتر بنا رہے ہیں یا صرف ظاہری رسوم کی پابندی تک محدود ہیں۔ سر سید احمد خان کا تصورِ نماز ان کی مجموعی فکری اور اجتہادی روش کا مظہر ہے۔ وہ نماز کو اسلام کا بنیادی رکن مانتے تھے لیکن اس کی اصل غایت کو ذکرِ

الٰہی، خشوع و خضوع اور روحانی ارتقاء میں دیکھتے تھے۔ ان کے نزدیک اگر نماز میں قلبی حاضری شامل نہ ہو تو وہ محض جسمانی حرکات کا ایک مجموعہ بن کر رہ جاتی ہے۔ اسی لیے انہوں نے قیام، رکوع اور سجود کو علامتی افعال قرار دیا جو انسان کے دل کی عاجزی اور بندگی کا اظہار ہیں۔ سر سید نے نماز کی تفصیلات، جیسے رکعات اور اوقات، کو سنتِ نبویؐ اور تعاملِ امت سے ماخوذ مانا لیکن ان میں اجتہاد اور لچک کی گنجائش بھی تسلیم کی۔ ان کا یہ اجتہادی رجحان اس وقت سب سے زیادہ نمایاں ہوا جب انہوں نے غیر عربی زبان میں نماز پڑھنے کے امکان پر بات کی۔ ان کے نزدیک زبان محض ذریعہ ہے، اصل مقصد اللہ کی یاد اور دل کا رجوع ہے۔ یہ رائے ان کے عقلی و فطری منہج اور رسم پرستی سے اجتناب کے رجحان کی عکاسی کرتی ہے۔ ان آراء کو روایتی علماء کی طرف سے سخت تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کا استدلال تھا کہ نماز کی عملی شکل سنت اور صحابۂ کرام کے تعامل سے قطعی طور پر متعین ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی یا تاویل کی گنجائش نہیں۔ یوں سر سید کے اجتہادی نقطہ نظر نے برصغیر میں ایک نئی فکری بحث کو جنم دیا جس میں عبادات کے ظاہری پہلو اور ان کی باطنی روح کے مابین توازن پر سوال اٹھائے گئے۔

یہ بھی واضح ہوا کہ سر سید کا نقطہ نظر محض انفرادی اجتہاد نہیں تھا بلکہ برصغیر کے فکری و مذہبی پس منظر میں ایک ایسی تحریک کی بنیاد تھا جو عقل و نقل، روایت و تجدد اور ظاہری افعال و باطنی مقاصد کے مابین ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ان کی آراء نے بعد کے مصلحین اور اہلِ فکر کو متاثر کیا اور یہ بحث آج بھی معاصر مسلم معاشروں میں زندہ ہے کہ عبادات کا اصل جوہر کیا ہے: کیا وہ محض روایتی شکل کی حفاظت ہے یا ان کا حقیقی مقصد انسان کی روحانی و اخلاقی اصلاح اور قربِ الٰہی ہے؟

یوں یہ مقالہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ سر سید احمد خان کا تصورِ نماز دراصل ان کی وسیع تر اصلاحی و فکری تحریک کا حصہ ہے، جس کا مقصد رسم پرستی سے ہٹ کر اسلام کی روحانی و اخلاقی حقیقت کو اجاگر کرنا اور مسلمانوں کو اس کی اصل غایت سے روشناس کرانا تھا۔ یہ پیغام آج کے دور میں بھی اپنی معنویت رکھتا ہے اور ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ کیا ہماری عبادات صرف رسمی افعال تک محدود ہیں یا ان کے ذریعے ہم اپنی روحانی اور اخلاقی زندگی کو بہتر بنانے کی سعی کر رہے ہیں۔

حوالہ جات

1 شیخ، محمد اکرام، موج کوثر، ناشر: ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۲۰۰۳، ص ۷۷

2 سر سید احمد خان، تفسیر القرآن، ناشر: مطبوعہ رفاہ عام، اسٹیم پریس، لاہور، س ن، ج 1، ص 167

3 شیخ، محمد اکرام، موج کوثر، ص ۷۶

4 المؤمنون: 9

5 سر سید احمد خان، تفسیر القرآن، ج 1، ص 36

6 سر سید احمد خان، تفسیر القرآن، ج 1، ص 89

7 طٰہٰ: 14

8 البقرہ، 45

9 سر سید احمد خان، تفسیر القرآن، ج 1، ص 148

10 سر سید احمد خان، خطبات سر سید، ج ۲، ص ۳۱۰

11 تہذیب الاخلاق، مضمون "عبادات کی روح" شمارہ نومبر 1871

[12] Khan, Sir Syed Ahmad. *Tafsir al-Qur'an*. Vol. 1. Aligarh: Scientific Society Press, 1880.p120

[13] Malik, Hafeez. *Sir Syed Ahmad Khan and Muslim Modernization in India and Pakistan*. New York: Columbia University Press, 1963.p93

CC BY